TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

An Etymological Study of Selected Words Used in Urdu Mentioned in Dr V. Abdur Rahim's Book "*Europe Speaks Arabic*"

ڈاکٹر ف۔عبدالرحیم کی کتاب *Europe Speaks Arabic* میں مذکور اردو میں مروجہ منتخب الفاظ کا اشتقاقی مطالعہ

Dr Mubshar Saeed[1], Dr Mazhar Abbas[2]
[1]Postdoc Research Scholar, [2]Associate Professor, Islamia University Bahawalpur
***Corresponding Email:** mubasharsaeed550@gmail.com
DOI: https://doi.org/10.65827/tahreer.v4i3.91

Abstract
Language reflects a nation's cultural identity, intellectual heritage, and historical experiences. Linguistic interaction among different languages plays a significant role in the development and expansion of their vocabularies. The present study examines the etymological background of selected Urdu words discussed in Dr V. Abdur Rahim's book "Europe Speaks Arabic". It focuses on fifteen commonly used Urdu words, exploring their origins, historical transmission, phonological and orthographical changes, and semantic development across languages. The study adopts a qualitative and comparative etymological approach, drawing on selected Urdu, Arabic, Persian, and European dictionaries, alongside relevant literary and historical sources. Particular attention is given to the routes through which Arabic words entered European languages, either directly or through intermediary languages such as Persian, Turkish, and Latin. The findings reveal that these words have undergone diverse linguistic and semantic transformations while acquiring distinct meanings and usages in Urdu and other languages. The study also highlights differences among lexicographical sources regarding the origins of certain words, emphasizing the importance of authentic historical evidence in etymological research.

Keywords:
Etymology, Urdu Language, Arabic Loanwords, Linguistic Contact, Semantic Change, Europe Speaks Arabic.

Received: 31-08-2026 **Revision:** 07-10-2026 **Online:** 23-11-2026
Accepted: 05-11-2026

This article is licensed under the Creative Commons Attribution (CC BY 4.0). Free use, distribution, and reproduction are permitted with proper citation of the original work.
© The Author(s).

زبان کسی بھی قوم کی تہذیبی شناخت، فکری ورثے اور تاریخی شعور کی عکاس ہوتی ہے۔ مختلف زبانیں اپنے ارتقائی سفر کے دوران ایک دوسرے سے اثرات قبول کرتی اور اپنے ذخیرۂ الفاظ میں وسعت پیدا کرتی ہیں۔ اردو زبان کا عربی سے تعلق بھی اسی تاریخی اور تہذیبی ربط کا نتیجہ ہے۔ عربی زبان نے اردو کے ذخیرۂ الفاظ کو وسعت دینے کے ساتھ ساتھ اس کے علمی، مذہبی، ادبی اور تہذیبی سرمائے پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اسی طرح عربی الفاظ نے یورپ کی مختلف زبانوں میں بھی جگہ بنائی اور صوتی، املائی اور معنوی تبدیلیوں کے مراحل سے گزرے۔ زبانوں کے اس باہمی تعلق اور الفاظ کے تاریخی سفر کو سمجھنے کے لیے متعدد محققین نے اشتقاقی اور تقابلی مطالعے کی روایت کو آگے بڑھایا ہے عربی اور یورپی زبانوں کے

باہمی لسانی روابط اور عربی الفاظ کے اشتقاقی مطالعے میں متعدد محققین نے اہم علمی خدمات انجام دی ہیں۔ ریہنارٹ ڈوزی، فریڈرک ایگولاز، فیدریکو کوریئنتےاور اسٹیون این ڈورکن جیسے محققین نے بالخصوص یورپی زبانوں میں عربی الفاظ کے دخول، ان کے تاریخی پس منظر اور معنوی ارتقاپر تحقیقی کام کیاہے۔ اس علمی روایت میں ڈاکٹرف۔ عبدالرحیم کانام بھی خصوصی اہمیت رکھتاہے، جنہوں نے اپنی تصنیف Europe Speaks Arabic میں عربی الفاظ کے یورپی زبانوں تک سفر کو مکالماتی انداز میں پیش کیاہے۔

ڈاکٹرف۔ عبدالرحیم (۱۹۳۳ء—۲۰۲۳ء) عالمی سطح پر معروف عربی استاد اور ماہرِ لسانیات تھے، جنہوں نے غیر عرب دنیامیں عربی زبان کی تعلیم کے فروغ کے لیے مؤثر خدمات انجام دیں۔ ان کے نام میں حرف ''ف'' (عربی) اور ''V'' انگریزی) کا استعمال ان کے خاندانی نام ''وانیامباڑی (Vaniyambadi) '' کے اختصارات ہیں۔ اس نام کی مختلف زبانوں میں صوتی اور املائی صورتوں میں تبدیلی لسانی مطالعے کاایک اہم پہلوہے، جسے صوتی تحول (Phonological Change) کے تناظر میں دیکھاجاسکتاہے۔ وانیامباڑی جنوبی ہندوستان کے تامل ناڈو میں واقع ایک قصبہ ہے۔ اس نام کے اجزائے ترکیبی میں ''وانیام'' کے معنی تجارت یاکاروباراور ''پتی (Pati) '' کے معنی بستی یاقصبہ بیان کیے جاتے ہیں۔ یوں اس کامفہوم ''تجارت پیشہ لوگوں کی بستی'' بنتاہے۔ ایم ڈی عبیداللہ اوران کے شریک مصنفین اپنے تحقیقی مقالے میں لکھتے ہیں کہ :

" He is referred to as 'fa' (ف) in Arabic, 'V' in English, and 'dv' in Bengali, which is all abbreviations of his family name, 'Vaniyambadi.' Vaniyambadi is a town in South India where Sheikhs of Arab origin once resided. The transliteration of 'Vaniyambadi' into Arabic is "فانية مبادي" (Faniyah Mubadi). To simplify, he abbreviated it as (ف) in Arabic, 'V' in English, and 'dv' in Bengali.(۱)"

ایم ڈی عبیداللہ اوران کے شریک مصنفین کے مطابق، ''ف''، ''V'' اور ''dv'' ڈاکٹرف۔ عبدالرحیم کے خاندانی نام ''وانیامباڑی'' کے اختصارات ہیں، جو جنوبی ہندوستان کاایک قصبہ اوران کامقامِ پیدائش ہے۔ مقالے میں اس کی عربی صورت ''فانية مبادي'' درج ہے۔ اپنے ایک انٹرویومیں انہوں نے بتایاکہ :

''میں وانیامباڑی قصبہ ۱۹۳۳ء کو پیداہوااوراب میری عمر ۸۶ سال ہے۔''(۲)

ڈاکٹرف۔ عبدالرحیم نے ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول، وانیامباڑی سے حاصل کی اور یونی ورسٹی آف مدراس سے انگریزی زبان وادب میں گریجویشن مکمل کی۔ بعدازاں جامعہ الازہر، قاہرہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے کچھ عرصہ اسکول اور کالج میں انگریزی کی تدریس بھی کی۔ عربی زبان سے دلچسپی کے باعث وہ زمانۂ طالب علمی ہی سے عربی کتب، اخبارات اور رسائل کا مطالعہ کرتے رہے، جس سے اس زبان میں مہارت حاصل کی۔ دورانِ انٹرویوآپ نے بتایاکہ :

''عربی میرامشغلہ تھامیں نے کتابوں، اخبارات اور رسائل سے اپنی عربی زبان دانی پختہ کی''(۳)

ڈاکٹرف۔ عبدالرحیم نے پرائیویٹ طور پر ایم اے عربی کاامتحان پاس کیااور چار سال تک عربی کی تدریس سے وابستہ رہے۔ ۱۹۶۳ء میں جامعہ الازہر سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی خواہش کے پیشِ نظرانہوں نے مصر کے صدر کو عید کارڈ ارسال کیا، جس کے جواب میں دو ہفتے بعد داخلے

کی منظوری موصول ہوئی۔

"ڈائریکٹر جامعہ الازہر کی طرف سے دو ہفتے بعد داخلہ کی منظوری کا خط موصول ہوا اور یوں جنوری ۱۹۶۴ء میں میرا داخلہ الازہر یونیورسٹی ہو گیا"(۴)

ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کے ایم فل کا موضوع "عربی فارسی الاصل الفاظ" اور پی ایچ ڈی کا موضوع "عربی فلالوجی" تھا۔ انہوں نے مختلف ممالک کی جامعات میں ۵۰ سال تدریسی خدمات انجام دیں اور ۳۰ سے زائد کتب تصنیف کیں۔ آپ عربی زبان سیکھنے کے سلسلہ میں مشہور کتابی سلسلہ دُرُوسُ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ لِغَيْرِ النَّاطِقِينَ بِهَا(۵) نے پوری دنیا میں شہرت پائی یہ کتابی سلسلہ "مدینہ عربی کتب" کے نام سے بھی معروف ہے۔ الفاظ کے تاریخی مطالعے پر ان کی دیگر تصانیف میں ۲۰۰۳ء میں شائع ہونے والی پردہ اٹھادوں اگر چہرہ الفاظ سے اور ۲۰۱۸ء کی گلستان الفاظ و معانی شامل ہیں۔ تاہم، ۲۰۰۸ء میں شائع ہونے والی Europe Speaks Arabic اپنی مکالماتی طرزِ تحریر کے باعث خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق عربی الاصل الفاظ اور یورپی زبانوں میں ان کے استعمال کو یکجا کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم نے تقریباً ۳۰ سال اسلامی یونی ورسٹی مدینہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور بعد ازاں کنگ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس میں بطور ڈائریکٹر کام کیا۔ ۲۰۱۲ء میں انہیں عربی زبان کی خدمات کے اعتراف میں اعزاز سے نوازا گیا۔ ان کا انتقال ۱۹ اکتوبر ۲۰۲۳ء کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ اپنے ایک انٹرویو میں انہوں نے بتایا کہ "گرامر زبان نہیں اصول سکھاتی ہے"(۶)

ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کا یہ نقطۂ نظر اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ زبان محض قواعد کی پابندی کا نام نہیں، بلکہ اپنے عملی استعمال، تاریخی ارتقا اور مختلف تہذیبوں کے باہمی روابط سے پروان چڑھتی ہے۔ ان کی تصنیف Europe Speaks Arabic اسی لسانی و تہذیبی تناظر میں ایک اہم علمی کاوش ہے، جس میں تقریباً ۲۴۰ عربی الفاظ کو ۱۷ ابواب اور ضمیموں کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ مصنف نے ان الفاظ کے تاریخی پس منظر اور مختلف زبانوں میں ان کے استعمال کو مکالماتی انداز میں واضح کیا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق کے لیے کتاب میں شامل الفاظ میں سے ۱۵ الفاظ منتخب کیے گئے ہیں۔ اس انتخاب میں ان کے لسانی و تاریخی پہلوؤں، مختلف زبانوں اور تہذیبوں سے اشتقاقی روابط اور مکتوبی و ملفوظی صورتوں کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ مزید برآں، تحقیق کو جامع اور مرکوز رکھنے اور مقالے کو غیر ضروری طوالت سے بچانے کے پیشِ نظر الفاظ کی تعداد ۱۵ تک محدود رکھی گئی ہے۔ منتخب الفاظ کے اشتقاقی و لغوی مطالعے کے لیے اردو کی فرہنگِ آصفیہ، فرہنگِ عامرہ، اردو لغت (تاریخی اصول پر)، نور اللغات، امیر اللغات اور جان ٹی پلاٹس کی A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح عربی کے لیے ابن منظور کی لسان العرب، مرتضیٰ زبیدی کی تاج العروس اور ایڈورڈ ولیم لین کی Arabic-English Lexicon؛ فارسی کے لیے علی اکبر دہخدا کی لغت نامۂ دہخدا، محمد معین کی فرہنگِ معین اور فرانسس جوزف اسٹین گاس کی A Comprehensive Persian-English Dictionary؛ ترکی کے لیے حسن ایرن کی Eren Türk Dilinin Etimolojik Sözlüğü اور Tarama Sözlüğü؛ یونانی کے لیے A Greek-English Lexicon (LSJ) اور رابرٹ بیکس کی Etymological Dictionary of Greek؛ لاطینی کے لیے Oxford

Latin Dictionary، لیوس و شارٹ کی A Latin Dictionary اور Du Cange's Glossarium Mediae et Infimae Latinitatis؛ انگریزی کے لیے Oxford English Dictionary (OED)؛ ہسپانوی کے لیے خوان کورومیناس اور خوسے پاسکوال کی Diccionario crítico etimológico castellano e hispánico اور Diccionario de la lengua española؛ پرتگالی کے لیے خوسے پیڈرو ماچاڈو کی Dicionário Etimológico da Língua Portuguesa؛ فرانسیسی کے لیے Trésor de la langue française informatisé (TLFi) اور ایلین رے کی Dictionnaire historique de la langue française؛ اطالوی کے لیے منلیو کورتیلازو اور پاؤلو زولی کی Dizionario etimologico della lingua italiana (DELI)؛ بنگالی کے لیے ہری چرن بندو پادھیائے کی Bangiya Shabdakosha؛ البانوی کے لیے ولادیمیر اوریل کی Albanian Etymological Dictionary؛ صربی کے لیے Etimološki rečnik srpskog jezika؛ کروشیائی کے لیے پیٹر اسکوک کی Etimologijski rječnik hrvatskoga ili srpskoga jezika؛ بلغاریائی کے لیے *Български етимологичен речник*؛ رومانیائی کے لیے Dicţionarul limbii române اور Dicţionarul etimologic al limbii române؛ جب کہ روسی کے لیے میکس واسمر کی *Этимологический словарь русского языка* کو اہم لغوی و اشتقاقی مراجع کے طور پر پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ ان لغات کے ذریعے الفاظ کے اصل ماخذ، واسطہ زبانوں، تاریخی استعمال، صوتی و املائی تبدیلیوں اور معنوی ارتقا کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے کی طوالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تمام لغات سے اقتباسات شامل کرنے کے بجائے فرہنگِ آصفیہ نور اللغات سے منتخب لغوی شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ اس طرح منتخب الفاظ کا اشتقاقی، تقابلی اور تنقیدی مطالعہ مرتب کیا گیا ہے۔

آخر (Ākhir)

عربی الاصل لفظ ''آخر'' اردو زبان میں اسمِ مذکر اور صفت کے طور پر مستعمل ہے۔ اس کا بنیادی مادہ (ا۔خ۔ر) ہے۔ اس کے لغوی معانی میں "سب سے پیچھے"، "اول کا نقیض"، ''بعد''، "انتہا"، "انجام" اور "نتیجہ" شامل ہیں۔ اردو کے کلاسیکی ادب میں بھی یہ لفظ انجام اور عاقبت کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ فہیم گورکھپوری کا شعر ملاحظہ ہو:

بتو کچھ حد بھی ہے جور و جفا کی
ہے آخر انتہا ہر ابتدا کی (۷)

عربی سے فارسی اور اردو تک اس لفظ کا استعمال مختلف صورتوں میں ملتا ہے۔ فارسی میں بھی اسے عربی الاصل لفظ کے طور پر قبول کیا گیا، جہاں ''آخر شب''، ''آخر سال'' اور ''آخر کار'' جیسی تراکیب مستعمل ہیں۔ اردو میں بھی ''آخر الامر''، ''آخر الزمان''، ''آخر کار''، ''آخر شب'' اور ''آخر سال'' جیسی ترکیبات رائج ہیں۔ ان کے علاوہ ''آخر کرنا'' اور ''آخر ہونا'' جیسی فعلی ترکیبیں بھی ملتی ہیں۔ اردو لغات میں درج ان استعمالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ محض اپنے بنیادی معنی تک محدود نہیں رہا بلکہ مختلف ترکیبات اور محاوراتی صورتوں میں بھی استعمال ہوتا رہا ہے۔ تاہم،

فارسی میں اس کے رواج سے یہ لازم نہیں آتا کہ اردو میں اس کا داخلہ صرف فارسی کے واسطے سے ہوا ہو۔ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم نے اپنی کتاب کے ضمیمے (Appendix) میں فلکیاتی ناموں کے اشتقاقی پس منظر کے ضمن میں عربی ترکیب ''آخر النہر'' کا ذکر کیا ہے۔اس حوالے سے انگریزی متن میں درج ہے:

"Achernar (α Eridani) from the Arabic ākhir al-nahr (آخر النہر), 'the River's End'. Another form of this same Arabic word, Acamar, is applied to θ Eridani." (۸)

اس اقتباس میں Achernar اور Acamar کے ناموں کی نسبت عربی ترکیب ''آخر النہر'' سے بیان کی گئی ہے، جس کے معنی ''دریا کا آخری سرا'' ہیں۔ Achernar ستارے Alpha Eridani جبکہ Acamar ستارے Theta Eridani کا نام ہے۔ یہاں عربی ترکیب نے صوتی اور املائی تبدیلیوں کے بعد مغربی فلکیاتی ناموں کی صورت اختیار کی؛ اس مثال سے لفظ ''آخر'' کے یورپی زبانوں میں عام استعمال کا نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا۔

فرہنگ آصفیہ:

"(ا۔اسم مذکر۔مادہ۔آخر)سب سے پیچھے بنایا گیا۔آکھر۔اول کا نقیض۔بعد۔انت۔پار۔سماپت۔انتہا۔انجام۔نہایت۔حد زیادہ۔ نتیجہ،ثُمرہ،حاصلا کسیر(ع۔اِسمُ مونث)"(۹)

فرہنگِ آصفیہ میں لفظ ''آخر'' کے تحت اس کے بنیادی لغوی معانی اور اردو میں مستعمل مفاہیم درج ہیں۔اسی طرح دستیاب اردو لغوی اندراج میں بھی اسے عربی زبان کے ثلاثی مجرد سے متعلق اسمِ فاعل قرار دیا گیا ہے اور اردو میں اس کا قدیم استعمال ۱۶۰۹ء کی تصنیف قطب مشتری میں درج کیا گیا ہے۔فارسی لغات کا جائزہ بھی اس لفظ کی اشتقاقی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔ لغت نامۂ دہخدا اور فرہنگِ معین میں ''آخر'' کو عربی الاصل قرار دیتے ہوئے اس کے معنی ''انجام''، ''پایان'' اور ''اول کے مقابل'' بیان کیے گئے ہیں۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ فارسی میں بھی یہ لفظ عربی ماخذ کے ساتھ مستعمل ہے۔تاہم، محض فارسی میں اس کے استعمال سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اردو میں اس کا داخلہ لازماً فارسی کے ذریعے ہوا۔ مجموعی لغوی و اشتقاقی جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ ''آخر'' عربی الاصل لفظ ہے، جو اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں مستعمل ہے۔جب کہ عربی ترکیب ''آخر النہر'' نے یورپی فلکیاتی اصطلاح میں Achernar کی صورت اختیار کی۔لہٰذا اس مثال کو لفظ ''آخر'' کے یورپی زبانوں میں عام استعمال کے بجائے عربی ترکیب کے فلکیاتی نام میں انتقال کے تناظر میں دیکھنا زیادہ درست ہے۔اردو اور فارسی لغات میں لفظ ''آخر'' کی عربی اصل اور بنیادی معنوی مفہوم یکساں طور پر تسلیم کیے گئے ہیں، البتہ اردو میں اس کے ترکیبی اور محاوراتی استعمالات میں وسعت پائی جاتی ہے۔تاہم، دستیاب شواہد اس کے اردو میں داخلے کا مخصوص راستہ متعین نہیں کرتے۔

اکسیر الاکسیر (al-aksir)

عربی زبان سے ماخوذ یہ لفظ اردو زبان میں اسمِ مؤنث کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔اس کا بنیادی مادہ عربی کا "الاکسیر (Al-Iksir) " ہے، جس کی جڑیں اصل میں قدیم یونانی زبان کے لفظ 'Xerion' (خشک دوا) سے ملتی ہیں۔اردو زبان میں یہ لفظ اپنے لغوی اور اصطلاحی معنوں

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

میں بے پناہ معنوی گہرائی اور افادیت کا حامل ہے۔ ادبی اور عام بول چال میں یہ لفظ کسی نہایت مفید تدبیر، نایاب شے یا شفا بخش دوا کے لیے کثرت سے مستعمل ہے۔ اردو کے حکیمانہ اور صوفیانہ کلام میں لفظ 'اکسیر' کو باطنی اثر پذیری اور جذبات کی شدت کے اظہار کے لیے لایا گیا ہے، جیسا کہ علامہ اقبال کا یہ آفاقی ہے کہ:

حجاب اکسیر ہے آوارۂ کوئے محبت کو
مری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی(۱۰)

ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کی تصنیف "Europe Speaks Arabic" کے تیرھویں باب (Alchemy) میں، جہاں انہوں نے عربی زبان کے یورپی زبانوں پر اثرات کا مطالعہ پیش کیا ہے، انگریزی متن میں اس کی تفصیل اور مکالمہ یوں بیان کیا گیا ہے:

"Ahmad: Yes, you are right. An important term of alchemy is elixir which is an imaginary substance with which alchemists hoped to change metals into gold or make people live forever. It was sometimes identified with the 'philosopher's stone'... The Arabic source of this word is al-iksīr (الإكْسِير), meaning the same..." (۱۱)

یہاں ایک اہم لسانی پہلو قابلِ توجہ ہے۔ کہ یہ لفظ نہ صرف مشرق کے ادبی سرمائے کا حصہ بنا بل کہ اس نے مغرب کے سائنسی اور علمی عروج کے دور میں بھی اپنی جگہ بنائی۔ علمِ کیمیا (Alchemy) کے ذریعے یہ لفظ یورپ کی مختلف زبانوں میں "Elixir" کی شکل میں داخل ہوا اور مادی و معنوی شفا کی ایک عالمی اصطلاح بن گیا۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ع۔ اِسمِ مُونث)(۱) وہ عرق یا چٹکی جو دھات کو سونا یا چاندی بنادے۔ رسایَن کیمیا۔ (۲) پارس پتھر (۳) وہ دوا جو ہر مرض کو مُفید ہو۔ وہ دوا جس کے کھانے سے کبھی آدمی بیمار نہو (۴) صفت نہایت مفید ایک برایک"(۱۲)

اس تقابل سے لفظ کی تاریخی تشکیل سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ کہ لفظ "اکسیر" اپنے یونانی اور عربی پس منظر کے ساتھ اردو میں ایک اعلیٰ صوفیانہ و ادبی استعارہ بنا، جب کہ مغرب میں سائنسی اور طبّی اصطلاح (Elixir) کے طور پر رائج ہوا۔

اطلس اطلس (atlas)

لفظ "اطلس" اردو میں عموماً اسمِ مؤنث کے طور پر مستعمل ہے۔ اس سے مراد ریشم اور سوت کا ملا ہوا ایسا کپڑا ہے جس کی سطح ہموار اور چمک دار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ لفظ یونانی دیومالا کے ایک کردار اور نقشوں کے مجموعے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں اطلس کا تعلق عموماً قیمتی لباس، زیب و زینت اور شان و شوکت سے رہا ہے۔ علامہ اقبال نے بھی اس لفظ کو تاریوں کے شاہانہ لباس کے حوالے سے استعمال کیا ہے:

پھر اٹھی ایشیا کے دل سے چنگاری محبت کی
زمیں جولاں گہہ اطلس قبایان تتاری ہے(۱۳)

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم نے اپنی تصنیف Europe Speaks Arabic میں عربی الفاظ کے پارچہ بافی سے متعلق استعمالات کے ضمن میں لفظ ''اطلس'' کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کے متعلقہ باب میں احمد اور ایرک کے درمیان مکالمہ درج ہے:

"Ahmad: Let me think... Yes, there's atlas.
Eric: Atlas who bore the heavens on his shoulders?
Ahmad: No, no, I am referring to an earthly atlas. It is a silk-satin manufactured in the East. Thomas Baker says, 'Fat city-ladies with tawdry atlasses.'[1] It is from the Arabic aṭlas (أطلس) meaning the same." (۱۴)

اس لفظ کے ماخذ کے بارے میں لغات میں مختلف آراء ملتی ہیں۔ نور اللغات میں ''اطلس'' کو ''ع بالفتح'' کے ساتھ عربی الاصل اور اسمِ مؤنث درج کیا گیا ہے، جب کہ اس کے معنی چمک دار ریشمی کپڑے کے بیان ہوئے ہیں۔ فرہنگِ آصفیہ میں بھی اسے عربی اسمِ مؤنث قرار دیتے ہوئے ریشمی کپڑے کا نام بتایا گیا ہے۔ اس کے برعکس رجب عبدالجواد ابراہیم نے اپنی کتاب المعجم العربي لأسماء الملابس میں ریشمی کپڑے کے معنی والے اطلس کو فارسی ماخذ سے متعلق قرار دیا ہے، جب کہ عربی لفظ ''أطلس'' کے تحت بوسیدہ اور میلے لباس کے معنی بھی درج کیے ہیں۔ (۱۶) اس اختلاف کے پیشِ نظر اردو میں رائج اس لفظ کے براہِ راست عربی یا فارسی واسطے سے داخل ہونے کا قطعی تعین مزید تاریخی شواہد کے بغیر ممکن نہیں۔ فارسی زبان میں بھی ''اطلس'' ریشمی کپڑے کے لیے مستعمل ہے۔ اردو میں اس لفظ سے ''اطلسی'' جیسی صفت بھی بنی ہے، جس کے معنی اطلس سے منسوب یا اطلس سے تیار کردہ ہیں۔ شعری و ادبی استعمال میں ''اطلس قبا''، ''قبائے اطلس'' اور ''مخمل و اطلس'' جیسی تراکیب ملتی ہیں۔ اسی طرح ''چرخِ اطلس'' کی ترکیب بھی اردو لغات میں درج ہے، جو آسمان یا فلک کے ایک مخصوص تصور کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ یوں اردو میں اس لفظ کا استعمال لباس کی ایک قسم سے آگے بڑھ کر مختلف ادبی اور معنوی صورتوں تک پھیلا ہوا ہے۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ع۔ اِسم مونث) (۱) ایک قسم کا ریشمی کپڑا شل ساٹن وغیرہ۔ (۲) یُونانی و علم اُلاصنام کے ایک دیوتا کا نام جس کی نسبت فرض کیا گیا تھا۔ کہ وہ زمین کو اپنے شانوں پر اُٹھائے ہوئے ہے۔ (۳) اسم مذکر) مغرب اٹیلس (Atlas) نقشوں کا مجموعہ" (۱۵)

فرہنگِ آصفیہ میں اطلس کے تین الگ استعمال درج ہیں: ریشمی کپڑا، یونانی دیومالا کا کردار اور نقشوں کا مجموعہ۔ ان میں کپڑے والا ''اطلس'' عربی ماخذ سے منسوب کیا گیا ہے، جب کہ دیومالائی کردار Atlas یونانی روایت سے تعلق رکھتا ہے۔ نقشوں کے مجموعے کے لیے انگریزی لفظ Atlas بھی اسی یونانی نام سے وابستہ ہے۔ جغرافیائی معنی میں اس لفظ کا رواج جیرارڈس مرکاتور (Gerardus Mercator) کی ۱۵۸۵ء میں شائع ہونے والی تصنیف کے عنوان سے وابستہ ہے، جس کے سرورق پر یونانی کردار Atlas کی تصویر موجود تھی۔ اس لیے نقشوں کے مجموعے والے مفہوم کو ریشمی کپڑے کے اشتقاق سے الگ رکھنا ضروری ہے۔ اردو اور فارسی لغات میں ریشمی کپڑے کے معنی میں ''اطلس'' کو عربی الاصل قرار دیا گیا ہے، جب کہ المعجم العربي لأسماء الملابس میں اس کے فارسی ماخذ کی رائے ملتی ہے۔ ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کی رائے اردو کی مذکورہ لغات سے مطابقت رکھتی ہے، تاہم اس لفظ کے اردو میں داخلے کا قطعی راستہ متعین نہیں ہوتا۔ اس اشتقاقی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ریشمی کپڑے

کے معنی میں ''اطلس''اور نقشوں کے مجموعے کے معنی میں ''اٹلس'' دو الگ اصطلاحات ہیں، جن کے ماخذ اور اشتقاقی پس منظر بھی جداگانہ ہیں۔

بقال بقال(baqqal)

اُردو میں بطور اسمِ مذکر مستعمل یہ لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے۔اس کا مادہ(ب۔ق۔ل) ہے، جس کے بنیادی معنی سبزی، ساگ پات اور خوردنی پودوں کے ہیں۔ عربی میں اس کا بنیادی تعلق سبزی فروش سے ہے، جب کہ اردو میں اس کا مفہوم وسیع ہو کر پرچون فروش تک پہنچا۔ فارسی میں بھی یہ عربی الاصل لفظ مستعمل ہے۔ اردو شاعری میں ''بقال پسر'' کی ترکیب کے ذریعے اسے تجارتی لین دین اور دل کے معاملے سے جوڑا گیا ہے۔ عبدالرحمن احسان دہلوی کا شعر ملاحظہ ہو:

کہہ دو بقال پسر سے کہ مرا دل لے کر
قصدِ اخذ دلِ اغیار نہ ہاں کیجئیے گا (۱۶)

ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم نے اپنی تصنیف Europe Speaks Arabic میں عربی الفاظ کی بلقانی زبانوں تک منتقلی کے حوالے سے لفظ ''بقال'' کا ذکر کیا ہے۔ ان کے مطابق بعض عربی الفاظ ترکی زبان کے ذریعے بلقانی زبانوں میں داخل ہوئے۔ اس حوالے سے کتاب کا انگریزی متن درج ذیل ہے:

"Ahmad: Certain Arabic words passed into some of the Balkan languages through Turkish.
• The Arabic word for a grocer is baqqāl (بقال). It originally meant a greengrocer," (۱۷)

اس اقتباس میں مصنف نے عربی لفظ ''بقال'' کے ترکی زبان کے واسطے سے بلقانی زبانوں میں پہنچنے کی وضاحت کی ہے۔ اس لسانی تعلق کی مزید تفصیل تقابلی لغات سے ملتی ہے۔ عثمانی ترکی میں یہ لفظ bakkal کی صورت میں مستعمل تھا، جب کہ بلقانی زبانوں میں اس کی مختلف صورتیں رائج ہوئیں۔ مثلاً البانوی میں bakall، صربی و کروشیائی میں bākal، بلغاریائی میں bakalin، رومانیائی میں bacal اور băcan، جب کہ جدید یونانی میں μπακάλης (bakális) کی صورت ملتی ہے۔ یہ تمام صورتیں دکاندار یا خوردنی اشیا کے فروخت کنندہ کے مفہوم سے وابستہ ہیں۔ اس طرح عربی لفظ نے عثمانی ترکی کے واسطے سے مختلف بلقانی زبانوں میں صوتی اور صرفی تبدیلیوں کے ساتھ جگہ بنائی۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ع۔اِسم، مو، مذکر، ں)۔ لغوی معنے بقلہ فروش۔ کُنجڑا۔ کاچھی۔ اصطلاحی مودی۔ بنیا۔ پرچُونیا"(۱۸)

فرہنگِ آصفیہ اور نور اللغات میں ''بقال'' کے بنیادی معنی سبزی فروش کے درج ہوئے ہیں، جب کہ اردو میں اس کا مفہوم مودی، بنیا اور پرچون فروش تک وسیع ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کی پیش کردہ مثال اس لفظ کی ترکی کے واسطے سے بلقانی زبانوں میں انتقال کی وضاحت کرتی ہے، جہاں اس کی صوتی و صرفی صورتوں میں تبدیلی کے باوجود بنیادی تجارتی مفہوم برقرار رہا ہے۔

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

بَرق بُرق(buraq)

اردو زبان میں بطور اسمِ مؤنث مستعمل اس لفظ کا اصل ماخذ عربی زبان ہے اس کا مادہ (ب۔ر۔ق) ہے۔ عربی میں اس کے بنیادی معنی بجلی کی چمک اور آسمانی بجلی کے ہیں۔ اردو میں بھی یہ لفظ بجلی، چمک اور روشنی کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ فارسی میں بھی عربی سے ماخوذ ہو کر اس کا استعمال رائج ہوا، جہاں جدید دور میں بجلی اور برقی توانائی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اردو شاعری میں لفظ ''برق'' بجلی کی تیزی اور چمک کے استعارے کے طور پر ملتا ہے۔ مرزا اسداللہ خان غالب کا شعر ملاحظہ ہو:

نہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تندخو کیا ہے (۱۹)

"Europe Speaks Arabic" کے مطابق مغربی فنونِ لطیفہ اور طرزِ تعمیر کی ایک معروف اصطلاح "Baroque" ہے اور اس کا تانا بانا لفظ برق سے بُنا محسوس ہوتا ہے۔

"This is believed by etymologists to be from the Arabic buraq (بُرَق), plural of burqah (بُرْقَة) meaning a rough stony ground." (۲۰)

اس اقتباس میں ایک ایسی اشتقاقی رائے بیان کی گئی ہے جس کے مطابق Baroque کا تعلق عربی لفظ ''بُرق'' سے ہو سکتا ہے، جو ''بُرقَة'' کی جمع ہے اور اس کے معنی پتھریلی اور ناہموار زمین کے ہیں۔ یہاں یہ فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اردو میں مستعمل ''بَرق (Barq) ''بجلی کے معنی میں ہے، جب کہ ''بُرق (Buraq) ''ایک الگ حرکاتی صورت ہے اور اس کا تعلق پتھریلی زمین کے مفہوم سے ہے۔ دونوں کی کتابت میں مماثلت کے باوجود ان کے معانی یکساں نہیں ہیں۔ Baroque کے اشتقاق کے بارے میں لغات میں ایک دوسری رائے بھی ملتی ہے۔ آکسفورڈ لغت کے مطابق یہ لفظ فرانسیسی Baroque کے ذریعے پرتگالی Barroco اور ہسپانوی Barrueco سے متعلق ہے، جن کا مفہوم بے قاعدہ یا غیر ہموار موتی ہے؛ تاہم اس کی حتمی اصل غیر متعین ہے۔ فرانسیسی اکیڈمی کی لغت بھی اسے پرتگالی Barroco سے ماخوذ قرار دیتی ہے، جس کی بنیادی اصل غیر واضح ہے۔ اس کے برعکس بعض اشتقاقی محققین نے عربی ''بُرق'' سے اس کا تعلق بھی بیان کیا ہے۔ اس لیے ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کی کتاب میں مذکور عربی نسبت کو ایک متبادل اشتقاقی نظریے کے طور پر دیکھنا چاہیے، نہ کہ مسلمہ اور قطعی ماخذ کے طور پر۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ع۔اِسم مونث)۔(۱) بجلی۔ صاعقہ۔ دامنی۔ گاج (۲۔صفت) مشّاق۔ تیز۔ چالاک (۳) مُصفل۔ مُجلاد" (۲۱)

فرہنگِ آصفیہ اور نور اللغات دونوں میں ''برق'' کو عربی الاصل قرار دیتے ہوئے بجلی اور چمک کے معنی درج کیے گئے ہیں، جب کہ اردو میں اس سے متعدد ترکیبات بھی وجود میں آئی ہیں۔ دوسری جانب، Baroque کے عربی ''بُرق'' سے اشتقاق کے مقابلے میں پرتگالی Barroco سے نسبت کا نظریہ بھی موجود ہے، اس لیے دونوں الفاظ کے صوتی مشابہت کو اشتقاقی تعلق کا قطعی ثبوت نہیں سمجھا جا سکتا۔

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

بُرقع برقع(burqah)

عربی نژاد یہ لفظ اردو زبان میں عام طور پر اسمِ مذکر کے طور پر مستعمل ہے۔اس کی عربی صورت ''بُرقُع''اور جمع ''بَراقِع'' ہے۔اس کے بنیادی معنی نقاب اور چہرہ ڈھانپنے والے لباس کے ہیں۔اردو میں یہ لفظ اس مخصوص لباس کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو سر سے پاؤں تک جسم کو ڈھانپتا ہے اور جس میں آنکھوں کے مقام پر جالی ہوتی ہے۔نور اللغات میں اسے عربی الاصل قرار دیتے ہوئے عربی اور اردو تلفظ کا فرق بھی درج کیا گیا ہے۔اردو شاعری میں برقع کا استعمال حجاب اور ظاہری پردے کے مفہوم میں ملتا ہے۔میر محمد بیداری کا شعر ملاحظہ ہو:

ٹک اے بت اپنے مکھڑے سے اٹھادے گوشۂ برقع
کہ ان مسجد نشینوں کو ہے دعویٰ دین داری کا(۲۲)

مصنف کی "Europe Speaks Arabic" کے متعلقہ صفحات کے حاشیے پر اس لفظ کی لسانی مماثلت اور اشتقاقی بحث کا ضابطہ یوں ملتا ہے:

"The Arabic word *burqaʿ* (برقع) refers to a veil or covering. In cross-cultural etymological studies, it aligns with words designating protective or decorative coverings that passed into various regional dialects, maintaining its root meaning of concealment." (۲۳)

اس عبارت میں لفظ کے بنیادی معنی اور علاقائی زبانوں سے اس کی مماثلت کا ذکر ہے، تاہم کسی مخصوص یورپی لفظ کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ انگریزی میں Burqa اور Burka کی صورتیں مستعمل ہیں۔آکسفورڈ لغت کے مطابق یہ لفظ اردو اور فارسی کے واسطے سے عربی Burqu سے انگریزی میں پہنچا، جب کہ فرانسیسی میں Burqa کی صورت عربی لفظ سے ماخوذ ہے۔ محقق اگنس ڈی فیو کے مطابق یہ لفظ ۱۹۹۳ء میں فرانسیسی لغت Petit Robert میں شامل ہوا۔اس طرح انگریزی اور فرانسیسی میں اس لفظ کے استعمال اور ان کے اشتقاقی روابط کے شواہد ملتے ہیں۔

فرہنگِ آصفیہ:

(ع۔اِسم مونذ کر)(۱)پوش۔نقاب۔وہ سِلا ہُوا کپڑا جو عَورتیں سَر سے پاوں تک اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں۔اَور اس میں آنکھوں کے موقع پر جالی بھی ہوتی ہے۔(۲)لباس پوشاک۔جامہ۔جیسے فقیری شیر کا برقع ہے۔(۳)وہ چھلی جِس میں بچّہ لپٹا ہُوا پَیدا ہوتا ہے۔(۲۴)

فرہنگِ آصفیہ میں برقع کے بنیادی معنی نقاب، پوشاک اور بچے کو لپیٹنے والی جھلی کے بیان ہوئے ہیں۔نور اللغات میں بھی اس کے لغوی و محاوراتی استعمالات، مثلاً''برقع اٹھانا''، ''برقع اوڑھنا''اور ''برقع پوش'' درج ہیں۔اردو میں اس سے ''برقع پوش''اور ''برقع پوشی''، جیسی ترکیبات بھی مستعمل ہیں۔اس طرح عربی الاصل لفظ اردو میں لباس، پردے اور محاوراتی اظہار کے مختلف مفاہیم اختیار کرتا ہے، جب کہ انگریزی اور فرانسیسی میں بھی اس کی صورتیں مستعمل ہیں۔

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

دار **دار**(dar)

عربی پس منظر کا حامل یہ لفظ اردو میں عام طور پر اسمِ مؤنث کے طور پر رائج ہے عربی لفظ ''دار''(دَار) کے معنی گھر، مکان، سکونت گاہ اور عمارت کے ہیں، جب کہ فارسی لفظ ''دار'' کے معنی لکڑی، درخت اور پھانسی کے تختے کے ہیں۔ اگرچہ دونوں الفاظ کی کتابت یکساں ہے، تاہم ان کا اشتقاقی پس منظر الگ ہے۔ اردو شاعری میں ''دار'' بمعنی سولی اور پھانسی کے تختے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ فیض احمد فیض کا شعر اسی مفہوم کی عکاسی کرتا ہے:

مقام فیضؔ کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے(۲۵)

اس شعر میں ''دار'' فارسی زبان سے ماخوذ ہے، جس کا تعلق لکڑی اور تختۂ دار کے مفہوم سے ہے۔ قدیم ایرانی متون میں بھی اس لفظ کے معنی درخت اور لکڑی ملتے ہیں، جب کہ فارسی میں یہ پھانسی کے تختے اور سولی کے لیے مستعمل ہوا۔ اس لیے اردو میں اس لفظ کے سولی والے مفہوم کو عربی ''دار'' کی معنوی تبدیلی قرار دینا درست نہیں۔ مصنف نے اپنی مذکورہ تصنیف کے چھٹے باب (Trade) کے صفحہ نمبر ۷۴ پر، جہاں انہوں نے بحری تجارت کے تناظر میں عربی کے یورپی زبانوں پر اثرات کا مطالعہ پیش کیا ہے، انگریزی متن کا اصل اقتباس یوں بیان کیا گیا ہے:

"Ahmad: The word originated in the dockyard. Its Arabic original is dār al-ṣināʿah (دَارُ الصِّنَاعَة), which, though literally means a house of manufacture, was applied to a dockyard... This Arabic word became dársena in Spanish and means a floating dock, inner harbour, basin." (۲۶)

اس لسانی تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں مشرق (اردو) میں یہ لفظ اپنے خاص لسانی تصرف کے باعث مکان کے تصور سے نکل کر حضرت منصور حلاج کے واقعے کے بعد "سولی" (پھانسی کا تختہ) کے معنوں میں پختہ ہو گیا اور فیضؔ کے ہاں حق گوئی کی آخری منزل بنا، وہاں ڈاکٹر صاحب کا تحقیقی منہج یہ ثابت کرتا ہیں کہ یہی عربی لفظ "دار" مغرب میں مرکب شکل (دارالصناعہ) سے گزر کر یورپی زبانوں میں "arsenal" (اسلحہ خانہ) اور "darsena" (بحری گودی) "Dockyard" جیسی اہم تجارتی و عسکری اصطلاحات کی بنیاد بنا۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ع۔اِسم مونث) سولی۔ وہ نوکدار لکڑی جسے زمین میں میخ کی طرح گاڑ کر مجرم کی جان لیا کرتے تھے۔ اردو میں عموماً پھانسی کو کہنے لگے ہیں۔"(۲۷)

لفظ ''دار'' کے ماخذ کے حوالے سے اردو لغات میں عربی نسبت بھی درج ہے۔ فرہنگِ آصفیہ میں سولی اور پھانسی کے تختے کے معنی بیان کرتے ہوئے اسے (ع) یعنی عربی الاصل قرار دیا گیا ہے، جب کہ نور اللغات میں عربی لفظ ''دار'' کو مذکر لکھ کر گھر، محلہ، جگہ اور مقام کے معنی دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم نے بھی اپنی تصنیف میں عربی ترکیب ''دارالصناعہ'' کو اس لفظ کا اصل قرار دیا ہے، جس سے ہسپانوی dársena کی تشکیل بیان کی گئی ہے۔ تاہم فارسی تاریخی لغات میں ''دار'' کے درخت، لکڑی اور تختۂ دار کے معنی بھی درج ہیں۔ اس تقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو لغات میں اس لفظ کی عربی نسبت موجود ہے، جب کہ فارسی تاریخی شواہد بھی اس کے سولی والے مفہوم کے حوالے سے اہم ہیں۔ اس لیے عربی

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

''دار'' بمعنی گھر اور فارسی ''دار'' بمعنی تختۂ دار کے استعمالات کو الگ الگ مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

دیوان **دیوان**(diwan)

لفظ ''دیوان'' فارسی الاصل ہے اور اردو میں اسمِ مذکر کے طور پر مستعمل ہے۔ اس کے ابتدائی معنی دفتر، رجسٹر اور تحریری دستاویزات کے مجموعے سے متعلق ہیں۔ بعد ازاں یہ لفظ دربارِ شاہی، محکمۂ مال، دفترِ محاسبات اور شعری مجموعے کے لیے بھی استعمال ہونے لگا۔ فارسی سے عربی میں منتقل ہونے کے بعد اس نے عربی میں معرّب صورت اختیار کی، جب کہ اردو میں انتظامی اور ادبی دونوں معنوں میں رائج ہوا۔ شعری اصطلاح میں کسی شاعر کے مرتب کردہ شعری مجموعے کو دیوان کہا جاتا ہے۔ اس حوالے سے شعر ہے:

قسمت کے بازار سے بس اک چیز ہی تو لے سکتے تھے
تم نے تاج اٹھایا میں نے غالبؔ کا دیوان لیا(۲۸)

مصنف نے اپنی تصنیف کے سترھویں باب (More Miscellaneous) کے صفحہ نمبر ۱۶۸ پر، جہاں انہوں نے عربی زبان کے متفرق یورپی الفاظ پر اثرات کا مطالعہ پیش کیا ہے، انگریزی متن کی اصل عبارت یہ ہے:

"Of the Arabic dīwān (دِيوَان) is customs. [1] This is the meaning which caught on in other European languages. In French, it is douane meaning customs, custom-house, etc., and douanier (fem., douanière) is a customs officer. In Italian, it is dogana meaning customs and custom-house, and doganiere is a customs officer." (۲۹)

اس اقتباس میں فرانسیسی douane اور اطالوی dogana کو عربی لفظ ''دیوان'' سے متعلق قرار دیا گیا ہے۔ فرانسیسی میں douane کسٹمز کے دفتر اور محصول، جب کہ douanier کسٹمز افسر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح اطالوی dogana کسٹمز کے دفتر اور doganiere اس کے متعلقہ اہلکار کے لیے مستعمل ہے۔ ان الفاظ کا بنیادی ماخذ فارسی ''دیوان'' ہے، جو عربی میں معرّب صورت اختیار کرنے کے بعد یورپی زبانوں تک پہنچا۔

ہسپانوی زبان میں بھی اس لفظ کی صورت aduana ملتی ہے، جس کے معنی کسٹمز کا دفتر ہیں۔ اس کا اشتقاقی سلسلہ اندلسی عربی addiwān، کلاسیکی عربی dīwān اور فارسی dēwān سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی میں divan کی صورت بھی مستعمل ہے، جس کے معنی مجلس، دربار یا گدے دار نشست کے ہیں۔ آکسفورڈ لغت کے مطابق یہ انگریزی میں ترکی کے واسطے سے فارسی سے پہنچا، جب کہ بعض اشتقاقی مآخذ اس کے سلسلے میں عربی واسطے کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح یورپی زبانوں میں اس لفظ کی منتقلی کے راستے اور معنوی صورتیں ایک جیسی نہیں۔

فرہنگِ آصفیہ:

(معرب۔ اسم مذکر) دربار شاہی۔ دارالعدالت۔ عدالت کچہری۔ (۲) وزیر۔ رُکن سلطنت۔ منتری + وزیر مال۔ محکمہ مال کا بڑا افسر (۳) مقام دربار۔ مقام اجلاس۔ آدمیوں کے جمع ہونے کی جگہ + دفتر محاسب۔ بادشاہوں کی نشست گاہ۔ (۴) غزلوں کی کتاب(۳۰)

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

فرہنگِ آصفیہ میں لفظ ''دیوان'' کے سامنے ''معرّب'' کی وضاحت درج ہے، جب کہ نور اللغات میں فارسی صورت کو بیائے مجہول اور عربی معرّب صورت کو بیائے معروف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں عربی کے لیے شعری مجموعہ، دفترِ محاسبات اور دفتر کا مقام، جب کہ فارسی کے لیے دار العدالت، دربارِ شاہی اور صاحبِ مسند کے معنی درج ہیں۔ دونوں لغات کے تقابل سے فارسی ماخذ اور عربی میں اس لفظ کے معرّب استعمال کی تائید ہوتی ہے۔ اردو میں ''دیوانِ غالب''، ''دیوانِ میر'' اور ''دیوانِ حافظ'' جیسی ترکیبات شعری مجموعے کے لیے، جب کہ ''دیوانِ عام''، ''دیوانِ خاص'' اور ''دیوانِ عدالت'' انتظامی و عدالتی مفاہیم کے لیے مستعمل ہیں۔ یوں فارسی الاصل لفظ نے عربی میں معرّب صورت اختیار کی، اردو میں ادبی اور انتظامی استعمالات حاصل کیے اور مختلف یورپی زبانوں میں کسٹمز، دفتر، مجلس اور نشست سے متعلق الگ الگ مفاہیم کے ساتھ رائج ہوا۔

جُلاب (ا۔اسم مذکر) جلاب (julab)

اردو میں اسمِ مذکر کے طور رائج یہ لفظ عربی سے مشتق ہے۔ جو برصغیر (پاک و ہند) میں لسانی تصرف اور معنوی تبدیلی کی ایک نہایت منفرد اور عجیب مثال ہے۔ لغوی اور طبّی تاریخ کے اعتبار سے یہ لفظ فارسی کے مرکب "گلاب" (گل اور آب) کا عربی معرّب روپ ہے۔ اردو روزمرہ اور مقامی طب میں یہ لفظ اپنے اصل لغوی مفہوم سے ہٹ کر خالصتاً "دست آور دوا" (مسہل) کے معنی میں پختہ ہو گیا۔ اردو کے کلاسیکی اور طنزیہ ادب میں اس کا استعمال زاہد و واعظ کے خوف اور ریاکاری پر چوٹ کرنے کے لیے کنایتاً کیا جاتا ہے، جیسا کہ یہ فصیح شعر اس معنوی کیفیت کی ترجمانی کرتا ہے:

بہکے جو ہم مست آ گئے سو بار مسجد سے اٹھا
واعظ کو مارے خوف کے کل لگ گیا جلاب سا (۳۱)

مصنف نے اپنی تصنیف کے گیارھویں باب (Drinks) کے صفحہ نمبر ۱۰۴ پر، جہاں انہوں نے مشروبات کے میدان میں عربی کے یورپی زبانوں پر اثرات کا مطالعہ پیش کیا ہے، اصل انگریزی تحریر کچھ یوں ہے:

"The Arabic source of this word is julāb (جُلاب) which literally means rose-water. It is a loan word from Persian where it is gulāb (گلاب) from gul, rose and āb, water. This Arabic word became julapium in medieval Latin. In Spanish, it is julepe, and in Portuguese, julepo." (۳۲)

اس لفظ کے لسانی سفر اور معنوی تبدیلی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق اور فرہنگِ آصفیہ کا متن مل کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ لفظ لسانی ہجرت اور معنوی تبدیلی کا شاہکار ہے۔ مشرق (ہندوستان) میں لوگوں کو "مسہل" کا لفظ بولنا طبیعتاً گریہ اور ناگوار لگتا تھا، اس لیے انہوں نے بطریقِ مجاز، دوا کے ایک جزو (گلاب) کے عربی روپ "جلاب" کو پوری دوا کے لیے بولنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف مغرب میں یہی لفظ لاطینی، ہسپانوی اور پرتگالی سے ہوتا ہوا انگریزی میں "julep" بن گیا، جہاں امریکہ میں یہ برانڈی یا وسکی کے ساتھ پودینے کے ایک میٹھے مشروب (Mint Julep) کے لیے بولا جاتا ہے۔

فرہنگِ آصفیہ:

"مُسہل دِست آور دوا (یہ لفظ خاص ہندوستان میں مُسہل کی بجائے مستعمل ہو گیا ورنہ در حقیقت گلاب کا معرّب ہے۔ چونکہ لفظ

مسمل معناً گریہ تھا۔اور گلاب مسمل کا ایک مجزد بھی ہے۔پس اس لحاظ سے بطریق مجاز جزد کا کل پر اطلاق کرنے لگے۔"(۳۳)

یہ مثال لفظ کے ماخذ کی وضاحت کرتی ہے۔کہ لفظ "جلاب" مشرق میں اپنے لسانی تصرف کے باعث ایک طبّی اصطلاح (مسہل) بنا،جب کہ مغرب میں معنوی ارتقاء سے گزر کر ایک خاص میٹھے مشروب (Julep) کے طور پر معروف ہوا۔

حتّٰی حتی(hatta)

عربی زبان کا لفظ ''حتّٰی''اردو میں حرفِ غایت اور حرفِ ربط کے طور پر مستعمل ہے۔اس کے بنیادی معنی ''یہاں تک''،''یہاں تک کہ''، ''جب تک''،''جہاں تک''اور ''جس قدر''ہیں۔عربی قواعد میں یہ حرف حسبِ موقع حرفِ جر، حرفِ عطف اور غایت یا مقصد ظاہر کرنے والے حرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے،اس لیے اسے مصدر یا ثلاثی مادے سے مشتق لفظ قرار نہیں دیا جا سکتا۔قرآنِ کریم کی سورۃ سبأ(آیت ۲۳) میں بھی ''حَتّٰٓى إِذَا''استعمال ہوا ہے، جس کا ترجمہ ''یہاں تک کہ جب''کیا گیا ہے۔اردو شاعری میں بھی یہ لفظ کسی عمل یا کیفیت کی حد بیان کرنے کے لیے مستعمل ہے۔نظیر اکبر آبادی کا شعر ملاحظہ ہو:

حتّٰی کہ اپنے زہد و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی(۳۴)

کتاب کے سترھویں باب (More Miscellaneous) کے صفحہ نمبر ۱۷۰ پر، جہاں انہوں نے یورپی زبانوں پر عربی کے لسانی اثرات کا مطالعہ پیش کیا ہے،انگریزی متن میں اصل عبارت یوں ہے:

"Ahmad: Yes. Here is an interesting example. One of the words which Portuguese and Spanish have taken from Arabic is the preposition ḥattā (حَتَّى) meaning until. It became até in Portuguese." (۳۵)

اس اقتباس کے مطابق عربی حرف ''حتّٰی''پرتگالی اور ہسپانوی زبانوں میں منتقل ہوا۔پرتگالی میں اس کی صورت até ہے، جس کے معنی ''تک''اور ''یہاں تک''ہیں۔ہسپانوی میں یہ hasta کی صورت اختیار کر گیا اور اسی معنی میں مستعمل ہے۔اس کی تاریخی صورتوں میں fata اور fasta بھی ملتی ہیں،جب کہ hasta میں حرف ''s'' کے اضافے کے حوالے سے اشتقاقی تحقیق میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ع)حرفِ عطف وانحطاط۔یہاں تک۔یہاں تک کہ اس قدر۔جب تک۔جہاں تک۔جس قدر"(۳۶)

نور اللغات میں بھی ''حتّٰی''کو (ع) یعنی عربی الاصل درج کرتے ہوئے اس کے یہی بنیادی معنی بیان کیے گئے ہیں۔اس میں ''حتّٰی الامکان''،''حتّٰی المقدور''اور ''حتّٰی الوسع''جیسی ترکیبات بھی ملتی ہیں،جو حتی المقدور کوشش یا استطاعت کی آخری حد کو ظاہر کرتی ہیں۔اس طرح عربی حرف ''حتّٰی''اردو میں ربط اور حد کے اظہار کے لیے مستعمل ہے،جب کہ پرتگالی até اور ہسپانوی hasta میں بھی اس کے بنیادی معنوی مفہوم کا تسلسل ملتا ہے۔

TAHREER
Journal of Languages & Literature
Vol. 4 No. 3 (2026)
eISSN: 3007-2085
pISSN: 3007-2077
تحریر

خنجر الخنجر(al-khanjar)

عربی پس منظر کا یہ لفظ اردو میں اسم مذکر طور معروف ہے۔ جو ایک مشہور دھاتی اور کاٹنے والے ہتھیار (چھرا یا کٹار) کا نام ہے۔ اردو ادب، خاص طور پر انقلابی، اصلاحی اور پر جوش شاعری میں یہ لفظ ظلم، استبداد اور جارحیت کے خلاف احتجاج اور ظالم کا غرور توڑنے کی ایک مستقل علامت کے طور پر لایا جاتا ہے۔ اس حوالہ سے میر درد کا شعر ہے کہ:

لے کے اک چنگیز کے ہاتھوں سے خنجر توڑ دوں
تاج پر اس کے دمکتا ہے جو پتھر توڑ دوں(۳۷)

"Europe Speaks Arabic" کے سترھویں باب (More Miscellaneous) کے صفحہ نمبر ۷۷ پر، جہاں انہوں نے یورپی زبانوں پر عربی کے لسانی اثرات کا مطالعہ پیش کیا ہے، انگریزی متن کا اصل متن یوں بیان کیا گیا ہے:

"Ahmad: One last word. It is the Arabic al-khanjar (الخنجر) meaning a dagger or a scimitar. In both Spanish and Portuguese, it has become alfanje. As you can see, the letter r at the end of the word has been lost. This word has passed into some other European languages without the article al-. It is khanjari (χαντζάρι) in modern Greek, and kinžal (кинжал) in Russian." (۳۸)

اس لفظ کے لسانی سفر سے عربی اور یورپی زبانوں کے باہمی تعلق کی ایک دلچسپ صورت سامنے آتی ہے کہ یہ لفظ نہ صرف مشرق (اردو) میں ظلم و ستم کو مٹانے کا استعارہ بنا، بل کہ ڈاکٹر صاحب کی مطالعہ سے یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ عربی کا یہ لفظ "الخنجر" مشرق سے نکل کر یورپی زبانوں میں داخل ہوا؛ جہاں ہسپانوی اور پرتگالی میں آخری حرف 'ر' حذف ہو کر یہ "alfanje" بن گیا، جب کہ یونانی میں "khanjari" اور روسی زبان میں "kinžal" بن کر رائج ہوا۔ یہ لفظ عالمی سطح پر ہتھیاروں کی لسانیاتی منتقلی کا ایک شاندار نمونہ ہے۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ف۔ اسم مذکر) ایک مشہور ہتھیار کا نام۔ جدھر۔ بچھوا"(۳۹)

اس سے دونوں زبانوں کے مابین لسانی تعلق سامنے آتا ہے۔ کہ لفظ "خنجر" مشرق میں فصیح ادبی و انقلابی استعارہ بنا، جب کہ مغرب میں لسانی تصرف سے گزر کر ہسپانوی، پرتگالی، یونانی اور روسی زبانوں میں عسکری لفظ کے طور پر رائج ہوا۔

خزانہ الخزانہ(al-khizānah)

عربی ماخذ کا حامل یہ لفظ اردو میں اسمِ مذکر کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جو مادی اور معنوی دولت، انبار، اور قیمتی اشیاء کو محفوظ کرنے کے مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا بنیادی ماخذ عربی لفظ "الخِزَانَة (al-khizānah) " ہے۔ اردو زبان کے قالب میں ڈھل کر یہ لفظ اپنے لغوی معنوں کی وسعت کے ساتھ روپیہ پیسہ، بینک، مال گھر، پانی کے حوض، اور بندوق کے اس حصے کے لیے بھی رائج ہوا جہاں گولیاں رکھی جاتی ہیں۔ اردو کے صوفیانہ اور فکری ادب میں لفظ 'خزانہ' کا استعمال ایمان، باطنی یقین اور معرفتِ الٰہی جیسے غیر مادی اور لافانی اثاثوں کے لیے خوبصورتی سے کیا گیا ہے، جیسا

کہ امیر مینائی کا یہ فصیح شعر اس علمی حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے:

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے(۴۰)

اس تصنیف کے چھٹے باب (Trade) کے صفحہ نمبر ۱۵۱ پر، جہاں انہوں نے گودام اور الماریوں کے پس منظر میں عربی کے یورپی زبانوں پر اثرات کا مطالعہ پیش کیا ہے، مصنف کے انگریزی اصل الفاظ یہ ہے:

"Ahmad: Thank you. But before we leave the warehouse, I would like to point out that another derivative of this Arabic word, al-khizānah (الخزانة) meaning storeroom, cupboard, closet, etc. has given Spanish alacena which also means cupboard and closet." (۴۱)

اس لفظ کے مشرقی اور مغربی استعمالات کا تقابل کیا جائے تو معنوی وسعت اور لسانی تبدیلی کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں کہ جہاں مشرق (اردو) میں یہ لفظ مادی مال گھر (بینک) اور صوفیانہ شاعری میں "خزانہِ ایمان" جیسے معنوی اثاثوں کا استعارہ بنا، وہاں ڈاکٹر ف عبدالرحیم کی اشتقاقی تحقیق یہ ظاہر کرتی ہے کہ "الخزانہ" مغرب میں لسانی ارتقاء سے گزر کر ہسپانوی زبان میں الماری اور توشہ خانے کے معنوں میں **"alacena"** بن کر رائج ہو گیا۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ع۔اسم مذکر)(۱) گنجینہ۔ گنج۔ کنز۔ مال گھر۔ مخزن۔ وہ جگہ جہاں روپیہ جمع دست۔ فوطہ خانہ۔ بنک (۲) ذخیرہ۔ گودام۔ انبا۔ خانہ۔ کوٹھا۔ کوٹھیار۔ کھتا۔ گولا۔ لکھار۔ (۳) پانی کا ذخیرہ رکھنی کی جگہ جیسے حوض وغیرہ کا خزانہ۔ (۴) مجازاً روپیہ۔ مال دولت۔ نقدی (مشہور نفع خار اور صحیح میکسر خارے معجمر ہے۔"(۴۲)

یہ مطالعہ وضاحت کرتا ہے کہ لفظ "خزانہ" مشرق میں باطنی و مادی دولت (بینک و ایمان) کی علامت بنا، جب کہ مغرب میں لسانی تصرف سے گزر کر ہسپانوی زبان کی گھریلو اور تجارتی اصطلاح (Alacena) کے طور پر رائج ہوا۔

مخزن مخزن(makhazin)

اردو میں مستعمل یہ عربی لفظ اسمِ مادی اور اسمِ ظرف مکاں دونوں حیثیتیں رکھتا ہے۔ اس کا مادہ (خ۔ز۔ن) ہے اور اس کے بنیادی معنی ذخیرہ جمع کرنے کی جگہ، گودام اور مال رکھنے کے مقام کے ہیں۔ اردو میں یہ لفظ مادی گودام کے علاوہ علمی و ادبی ذخیرے اور رسالے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں جاری ہونے والے معروف ادبی رسالے مخزن نے بھی اس لفظ کو ادبی شناخت عطا کی۔ اقبال کا شعر ملاحظہ ہو:

مدیر 'مخزن' سے کوئی اقبال جا کے میرا پیام کہہ دے
جو کام کچھ کر رہی ہیں قومیں، انھیں مذاق سخن نہیں ہے(۴۳)

کتاب کے متعلقہ اقتباس میں عربی لفظ "مخازن" کے اطالوی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں استعمال کی وضاحت کی گئی ہے:

"Its Arabic original is *makhāzin* (مخازن) which is the plural of *makhzan* (مخزن) meaning a storehouse. This Arabic word became *magazzino* in Italian, and passed into French and English to denote a store, a part of a gun, and a periodical publication like a journal." (۴۴)

اس اقتباس کے مطابق عربی لفظ ''مخازن'' اطالوی میں magazzino کی صورت اختیار کر گیا، جہاں اس کے معنی گودام اور ذخیرہ گاہ کے ہیں۔ بعد ازاں اس سے فرانسیسی magasin اور انگریزی magazine کی صورتیں وجود میں آئیں۔ انگریزی میں اس لفظ کے معنی گودام، اسلحے کے ذخیرے اور رسالے تک وسیع ہوئے۔ ہسپانوی زبان میں بھی اس عربی لفظ کی ایک الگ صورت almacén مستعمل ہے۔ یہ اندلسی عربی al-maḫzán سے ماخوذ ہے، جس کے معنی گودام اور اشیا محفوظ کرنے کی جگہ ہیں۔ اس کا استعمال تیرھویں صدی سے ملتا ہے۔ یوں ہسپانوی almacén عربی ''المخزن'' سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے، جب کہ اطالوی magazzino سے فرانسیسی اور انگریزی صورتوں کا الگ لسانی سلسلہ سامنے آتا ہے۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(ا۔اسم مذکر) خزانہ کی جگہ جمع کرنے کی جگہ۔ گودام۔ مال گودام۔ گودام (گھ)۔ میگزین۔ گنج، ذخیرہ" (۴۵)

فرہنگِ آصفیہ میں ''مخزن'' کے معنی گودام، ذخیرہ اور میگزین بیان ہوئے ہیں۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں بھی اس کے تحت ذخیرہ گاہ، گودام، رسالہ، میگزین اور پرندوں کے جسم میں گردن کے نیچے غذا محفوظ رکھنے والے حصے کے معنی درج ہیں۔ اردو میں ''مخزنِ علم''، ''مخزنِ ادب'' اور ''مخزنِ اسرار'' جیسی ترکیبات بھی مستعمل ہیں، جن میں اس لفظ کا مفہوم علمی، ادبی اور معنوی ذخیرے تک پھیل جاتا ہے۔ اس طرح عربی ''مخزن'' سے اطالوی magazzino، فرانسیسی magasin، انگریزی magazine اور ہسپانوی almacén کی صورتیں سامنے آتی ہیں، جب کہ اردو میں یہ لفظ گودام کے علاوہ علمی ذخیرے اور ادبی رسالے کے مفہوم میں بھی رائج ہے۔

مرہم (malham)

عربی زبان سے اردو میں منتقل ہونے والا لفظ یہ لفظ اسمِ مذکر کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو طبّی، علاج معالجے اور صوفیانہ روایات میں شفا، تسکین اور زخموں کے مداوے کی ایک مستقل علامت ہے۔ لغوی اعتبار سے یہ ایک گاڑھی، چکنی اور منجمد دوا ہے جسے زخموں کو بھرنے یا پٹی پر لگا کر چپکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اردو کے کلاسک اور رومانوی ادب میں لفظ 'مرہم گری' کا استعمال دل کے زخموں، ہجر کی چوٹ اور محبوب کے سامنے باطنی تسکین کے مابعد الطبیعاتی مفہوم کو ظاہر کرنے کے لیے خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے جون ایلیاء کا یہ شعر قابلِ ذکر ہے:

کسے ہے خواہش مرہم گری مگر پھر بھی
میں اپنے زخم دکھا لوں اگر اجازت ہو(۴۶)

بارھویں باب (Science) کے صفحہ نمبر ۱۲۲ پر طبّی اصطلاحات کے ضمن میں عربی لفظ ''مرہم'' کی دوسری صورتوں اور ان کے یورپی زبانوں تک پہنچنے کا ذکر ہے:

"The Greek word *malagma* has two other forms in Arabic. These are: *Malham* and *marham* both meaning ointment for wounds. The first of these forms, *malham*, passed into some of the Balkan

languages through Turkish."(۴۷)

اس لفظ کی مختلف لسانی صورتوں کا جائزہ لینے سے اس کے بین اللسانی انتقال کی اہمیت نمایاں ہوتی ہے کہ یہ لفظ لسانی ہجرت کا ایک نادر نمونہ ہے۔ جہاں مشرق (اردو) میں یہ لفظ اپنے مادی وجود (لیپ یا پٹی) کے ساتھ ساتھ جذباتی اور باطنی شفا کا مستقل استعارہ بنا اور جون ایلیا کے ہاں "مرہم گری" کے کنایے سے اس کی چمک دکھائی گئی، وہاں ڈاکٹر صاحب کی علمی کاوش یہ ثابت کرتی ہیں کہ عربی شکل ترکی زبان کی وساطت سے بلقان کی یورپی زبانوں میں داخل ہوئی اور بلغاریائی میں "mehlem" اور سربو-کراٹینی زبان میں "melem" بن کر مروج ہو گئی۔

فرہنگِ آصفیہ:

"(۱۔اسم مذکر) ایک قسم کی گاڑھی اور چکنی دوا جو زخم میں بھری یا اُسکے اُوپر پُچیری یا کپڑے کی پٹّی خواہ پھاہے پر لگا کر چپکائی جاتی ہے۔(۲) مجاز اًلیپ۔ ضماد۔ پٹی۔ پلاستر۔"(۴۸)

اس تقابل سے لفظ کی تاریخی تشکیل سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ کہ لفظ "مرہم" مشرق میں زخموں کی شفا اور ادبی تسکین کا محور بنا، جب کہ مغرب میں لسانی ارتقاء سے گزر کر ترکی کے راستے بلقان کی مختلف زبانوں میں ایک مستند طبّی اصطلاح (Mehlem/Melem) کے طور پر رائج ہوا۔

زعفران زعفران(zafaran)

اردو میں مروج یہ عربی لفظ اسم مونث ہے۔ جو نباتیات، طب اور کلاسک شاعری میں اپنے شوخ زرد رنگ، فرحت بخش خوشبو اور گہرے مابعد الطبیعاتی خواص کے لیے جانا جاتا ہے۔ اردو زبان کے قالب میں ڈھل کر یہ لفظ نایاب رنگت، جمالِ محبوب اور مضحکہ خیز حد تک خوشی پیدا کرنے والی کیفیت کے استعارے کے طور پر رائج ہوا۔ اردو شاعری میں اس کا استعمال ہجر کے باعث چہرے پر آنے والی زردی اور روایتی "زعفران زار" (جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں انسان ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا) کے تضاد کو ابھارنے کے لیے کیا گیا ہے، جیسا کہ خواجہ حیدر علی آتش کا یہ شعر اس مفہوم کو نمایاں کرتا ہے:

زردی نے میرے رنگ کی مجھ کو رلا دیا
ہنسوائے جو کسی کو یہ وہ زعفراں نہ تھی(۴۹)

نویں باب (Seasonings) کے صفحہ نمبر ۷۶ پر زعفران کے رنگ اور ذائقے کے حوالے سے عربی ماخذ کی وضاحت کی گئی ہے:

"Ahmad: Let's see. In addition to its flavour, saffron is also used to denote its bright orange-yellow colour. Chaucer says, '*His heer, his berd was lyk saffroun.*'[1] Shakespeare says, '*I must haue Saffron to colour the Warden Pies.*'[2] The Arabic source of saffron is zaʿfarān (زَعْفَران) meaning the same." (۵۰)

اس لفظ کے مشرقی و مغربی ادبی استعمالات کا تقابل رنگ، خوشبو اور ذائقے سے متعلق اس کی معنوی جہات کو نمایاں کرتا ہے کہ یہ لفظ مشرق اور مغرب دونوں تہذیبوں میں رنگ، خوشبو اور ذائقے کا ایک مشترکہ سفیر ہے۔ جہاں مشرق (اردو) میں آتشؔ نے اس کے ہنسانے والے خاصے کا ذکر

کر کے اپنی زردیِ شوق کا نوحہ لکھا، وہاں ڈاکٹر صاحب کی علمی دلیلیں اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ "زعفران" مغربی ادب کے دو عظیم ترین ستونوں چاسر اور شیکسپیر کے ہاں رنگت اور طباخی کے استعارے کے طور پر "Saffron" کی شکل میں مروّج ہوا۔ یہ علمِ لسان اور بین الثقافتی تاریخ کا ایک روشن ثبوت ہے۔

فرہنگِ آصفیہ:

> "(و۔اسم مونث) ایک قسم کا نہایت خوشبودار زرد رنگ کا پھول جس کے کھیت کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس میں جا کر آدمی ہنسے بغیر نہیں رہتا چونکہ اسکی خوشبو نہایت مست اور مزاج درجہ دوم میں گرم اول میں خشک ہے۔ اس سبب سے دماغ کو پریشان کر دیتا ہو تو عجب نہیں پس اس صورت میں جو حرکتیں سرزد ہوتی ہیں اُن سے یہ نتیجہ نکال لیا ہو گا" (۵۱)

یہ مماثلت اس اشتقاقی امکان کو تقویت دیتی ہے۔ کہ لفظ "زعفران" مشرق میں اپنے طبّی خواص اور ادبی نزاکت کی بنا پر زردیِ ہجر کا استعارہ بنا، جب کہ مغرب میں لسانی ارتقاء سے گزر کر چاسر اور شیکسپیر کے ہاں جمالیاتی و طباخی اصطلاح (*Saffron*) کے طور پر معروف ہوا۔

زیرِ نظر تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ الفاظ صرف اظہار و ابلاغ کا ذریعہ نہیں ہوتے، بلکہ اپنے اندر مختلف زمانوں کی تہذیب، علم اور تاریخ کی جھلک بھی رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کی تصنیف *Europe Speaks Arabic* الفاظ کے تاریخی سفر کو نہایت دلچسپ اور منفرد انداز میں پیش کرتی ہے۔ اس کے مطالعے سے قاری مختلف تہذیبوں، تاریخی ادوار اور زبانوں کے باہمی لسانی روابط اور اشتقاقی ارتقا سے آگاہ ہوتا ہے۔ اگرچہ اس تصنیف میں متعدد الفاظ کا احاطہ کیا گیا ہے، تاہم زیرِ نظر مقالے میں ایسے منتخب الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جو اردو میں مستعمل ہیں اور جن کے اشتقاقی پس منظر، معنوی ارتقا اور مختلف زبانوں میں رائج صورتوں کو سمجھنا علمی و تحقیقی اعتبار سے اہمیت رکھتا ہے۔ بالخصوص ایسے الفاظ کو موضوعِ مطالعہ بنایا گیا ہے جن کے ماخذ، تاریخی سفر یا موجودہ استعمال کو سمجھنے میں عام قاری کو دشواری پیش آسکتی ہے۔ کتاب کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان نے مختلف یورپی زبانوں کے ذخیرۂ الفاظ کی تشکیل و توسیع میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ عربی کے بہت سے الفاظ تجارت، طب، سائنس، ریاضی، خوراک، فنون اور روزمرہ زندگی کے ذریعے یورپی زبانوں میں شامل ہوئے۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہونے کے دوران بعض الفاظ اپنی اصل صورت اور معنی برقرار رکھتے ہیں، جب کہ بعض کے تلفظ، املا اور مفہوم میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اس سفر میں فارسی، ترکی اور لاطینی جیسی زبانیں بھی واسطے کا کام کرتی ہیں۔ بعض الفاظ کے اصل ماخذ کے بارے میں مختلف لغات اور محققین کی آرا میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ اردو لغات اور شعری شواہد سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ان الفاظ نے اردو زبان میں مختلف رنگ اختیار کیے ہیں۔ بعض الفاظ شاعری میں حسن و محبت، ہجر و وصال اور انسانی جذبات کے اظہار کا ذریعہ بنے، جب کہ بعض علمی، تجارتی، طبّی اور معاشرتی اصطلاحات کے طور پر استعمال ہونے لگے۔ اس طرح ان الفاظ کا مطالعہ نہ صرف ان کے اصل ماخذ اور تاریخی سفر کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے، بلکہ اردو زبان میں ان کے بدلتے ہوئے معنوں اور ادبی استعمال سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ تحقیق کے دوران یہ بات بھی واضح ہوئی کہ کسی لفظ کی اصل معلوم کرنے کے لیے صرف اس کے تلفظ یا املا کو دیکھنا کافی نہیں، بلکہ اس کے تاریخی پس منظر، دوسری زبانوں سے تعلق اور مستند لغات میں درج شواہد کو بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ بعض الفاظ کے

ماخذ کے بارے میں اختلافی آرا اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہیں کہ کسی بھی لفظ کے اشتقاق کے تعین میں احتیاط اور مستند حوالوں سے مدد لینا ضروری ہے۔ اس تناظر میں سفارش کی جاتی ہے کہ اردو زبان و ادب میں اشتقاقی مطالعے (Etymological Study) کو فروغ دیا جائے، نئی نسل میں اردو الفاظ کے درست تلفظ اور ادائیگی کی صلاحیت بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں اور اردو زبان کے لسانی تشخص و انفرادیت کے تحفظ اور فروغ کے لیے اشتقاقی تحقیق کو ایک مؤثر ذریعہ بنایا جائے۔ مزید برآں، اردو میں دوسری زبانوں سے داخل ہونے والے الفاظ کے ساتھ ان کے متبادل اردو الفاظ کی نشان دہی اور ترویج پر بھی توجہ دی جائے۔

حوالہ جات

1. Md. Obaidullah, Akkas Ahamed, and Abu Jamal Md. Qutubul Islam Numani, "A Review on Life and Legacy of Dr V. Abdur Rahim in Light of Arabic Linguistics and Language Pedagogy," *Muallim Journal of Social Sciences and Humanities* 9, no. 4 (October 2025): 145.

عبدالرحیم، ف۔ (۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء)۔ انٹرویو وِدی آتھر آف دی مدینہ عربک بکس ڈاکٹر وی عبدالرحیم [ویڈیو]۔ الف (Alif) یوٹیوب چینل۔
https://www.youtube.com/watch?v=pck8yYeCkBs

عبدالرحیم، ف۔ (۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء)۔ انٹرویو وِدی آتھر آف دی مدینہ عربک بکس ڈاکٹر وی عبدالرحیم [ویڈیو]۔ الف (Alif) یوٹیوب چینل۔
https://www.youtube.com/watch?v=pck8yYeCkBs

عبدالرحیم، ف۔ (۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء)۔ انٹرویو وِدی آتھر آف دی مدینہ عربک بکس ڈاکٹر وی عبدالرحیم [ویڈیو]۔ الف (Alif) یوٹیوب چینل۔
https://www.youtube.com/watch?v=pck8yYeCkBs

د۔ ف۔ عبدالرحیم، دروس اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بھا، (المدینۃ المنورۃ: الجامعۃ الإسلامیۃ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء)، جلد اول، ص ا۔

عبدالرحیم، ف۔ (۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء)۔ انٹرویو وِدی آتھر آف دی مدینہ عربک بکس ڈاکٹر وی عبدالرحیم [ویڈیو]۔ الف (Alif) یوٹیوب چینل۔
https://www.youtube.com/watch?v=pck8yYeCkBs

گورکھپوری، فہیم۔ یادگارِ فہیم۔ لکھنؤ/دہلی: مرزا بشیر احمد بیگ، ۱۹۸۳ء، ص ۷۷

2. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008,p184

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (جلد: اول) لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۲۴

اقبال، علامہ محمد۔ بالِ جبریل۔ سن اشاعت: ۱۹۶۷ء، ص ۱۴۔

3. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, , p. 127.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: اول) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۹۱

اقبال، علامہ محمد۔ بانگ درا۔ مرتبہ: بشیر احمد۔ دہلی: دنیا پبلیکیشنز، سن اشاعت: ندارد، ص ۲۸۲

4. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008,p69

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (جلد: اول) لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۷۸

سلطانہ، رفیعہ (مرتبہ)۔ دیوانِ احسان (عبدالرحمٰن احسان دہلوی)۔ حیدر آباد دکن: مطبع رفیعہ سلطانہ، ۱۹۶۸ء ص ۱۸

5. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 86.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: اول) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۳۹۹

۔غالب، مرزا اسد اللہ خان۔ دیوانِ غالب جدید (نسخۂ حمیدیہ)۔ مرتبہ: محمد انوار الحق (ایڈیشن دوم)۔ بھوپال: مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی، ۱۹۸۲ء، ص ۴۰۵۔

6. Dr. V Abdur Rahim, Europe Speaks Arabic, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 111

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: اول) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۳۸۶

بیدار، میر محمدی۔ دیوانِ بیدار۔ مرتبہ: محوی صدیقی۔ مدراس: شاہی پریس، ۱۹۳۵ء، ص ۲۳

7. Dr. V Abdur Rahim, Europe Speaks Arabic, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 111

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: اول) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۳۸۶

فیض، فیض احمد۔ نسخہ ہائے وفا (کلیاتِ فیض)، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۲ء، ص ۲۶۴

8. Dr. V Abdur Rahim, Europe Speaks Arabic, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 47

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: دوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۲۲۰

"جو بھی تخت پہ آ کر بیٹھا اس کو یزداں مان لیا" (غزل)، شاعر: سید نصیر شاہ، ویب سائٹ ریختہ، ماخوذہ تاریخ: ۰۹ اکتوبر ۲۰۲۶ء، لنک :

https://www.rekhta.org/ghazals/tuu-agar-meraa-tazkira-karegaa-abdurrahman-momin-ghazals?lang=ur ۔

9. Dr. V Abdur Rahim, Europe Speaks Arabic, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 168

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: دوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۳۱۵

میر، میر تقی۔ کلیاتِ می ر۔ مرتبہ: عبادت بریلوی۔ کراچی: اردو دنیا، ۱۹۵۸ء، ص ۱۱۱

10. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 104.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: دوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۴۴

نظیر اکبر آبادی، کلیاتِ نظیر، مرتب: اظہر راہی، (الٰہ آباد: رام نرائن لال بنی مادھو، ۱۹۷۶ء)، ص ۱۷۲

11. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 170.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: دوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۵۷۔

مجاز، اسرار الحق۔ کلیاتِ مجاز۔ مرتبہ: فاروق ارگلی۔ نئی دہلی: فرید بک ڈپو، ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۲

12. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, p. 177.

۱. مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: دوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۲۰۶

امیر مینائی، دیوان امیر مینائی، لکھنو: جینٹلمین بک ڈپو، س ن، ص: ۱۰۳

13. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, Chapter 6: Trade, p. 51.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: دوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۸۹

اقبال، علامہ محمد۔ بانگ درا۔ مرتبہ: بشیر احمد۔ دہلی: دنیا پبلیکیشنز، ص ۱۸۹

14. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, Chapter 6: Trade, p. 49.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: چہارم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۳۱۵

ایلیا، جون۔ گمان۔ مرتبہ: خالد احمد انصاری (ایڈیشن سوم)۔ لاہور: الحمد پبلیکیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۵۰

15. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, Chapter 12: Science, p. 122.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: سوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۳۳۶

آتش، خواجہ حیدر علی۔ دیوانِ آتش۔ دہلی: مشورہ بک ڈپو، ص ۱۶۵

16. Dr. V Abdur Rahim, *Europe Speaks Arabic*, Canada: Institute of the Language of the Quran, Toronto, 2008, Chapter 9: Seasonings, p. 76.

مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد: دوم) لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۴۰۷